سیف اللہ خالد

طے شدہ مسائل کو چھیڑنے کا نتیجہ؟

’’صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ حدود آرڈیننس اور توہین رسالت قانون کا از سر نو جائزہ لیا جائے گا تا کہ اس قانون کا غلط استعمال روکا جاسکے۔ انسانی حقوق کے معیار کے حوالہ سے اسلام آباد میں ایک کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت نے عوام کو اقتصادی اور سماجی اعتبار سے خودمختار بنانے کے لیے اقدامات کئے ہیں جن سے عوام میں شعور پیدا ہونا شروع ہوگیا ہے۔ حکومت نے ملک میں خواتین کی تقدیر بدلنے کے لئے بھی خصوصی اقدامات کئے ہیں اور انہیں زیادہ بہتر سیاسی کردار دیا ہے تا کہ وہ قانون سازی میں مؤثر شرکت کرسکیں۔ انسانی حقوق کے حوالہ سے انہوں نے کہا کہ کسی قسم کا فیصلہ کرنے یا رائے قائم کرنے سے قبل پاکستان اور دیگر ممالک میں انسانی حقوق کا موازنہ ضرور کرنا چاہیے۔ صدر مملکت نے عراق میں قیدیوں سے امریکی سلوک کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا کہ یہ انسانیت کی تذلیل اور انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی ہے۔ انسانی حقوق کے علمبرداروں کو اس پر نوٹس لینا چاہیے اور آواز اٹھانی چاہیے۔ انہوں نے مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی پالیسیوں کا بھی ذکر کیا اور اس کی مذمت کی۔‘‘

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کے حدود اور توہین رسالت قوانین کے سلسلہ میں تبدیلی کے عزائم کوئی اچھا شگون نہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں نے ایک طویل جدوجہد کے بعد توہین رسالت کے مجرموں کے لیے سزا کا قانون منظور کروایا ہے جبکہ حدود قوانین اس معاشرہ کی پاکبازی کی ضمانت اور خرابات سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔ توہین رسالت کے مجرموں کی بیخ کنی مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے، وہ اس سے دستبردار نہیں ہوسکتے۔ برصغیر کی تاریخ گواہ ہے کہ یہاں توہین رسالت کے فتنے کھڑے ہوتے رہے ہیں مگر قوانین کی عدم موجودگی کے باعث مسلمانوں نے گستاخِ رسول ﷺ کو خود ٹھکانے لگایا۔ صرف مسلمانوں ہی کا معاملہ نہیں بلکہ کوئی بھی غیرت مند اپنی مقدس ہستیوں کی توہین برداشت نہیں کرتا۔ کسی کے باپ کو گالی دی جائے تو نوبت قتل و غارت تک جا پہنچتی ہے، تو پھر مسلمان اپنے نبی ﷺ کی توہین کی اجازت کیوں دیں؟ عالمی سطح پر دیکھا جائے تو صرف پاکستان نہیں بلکہ امریکہ اور برطانیہ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر سزا موجود ہے۔ پاکستان کا معاملہ تو زیادہ وسعت قلبی کا ہے کہ صرف حضرت محمد ﷺ ہی نہیں بلکہ ہر نبی کی توہین کو قابل سزا قرار دیا گیا ہے لیکن اس پر امریکہ کی تشویش اور تکلیف ناقابلِ فہم ہے۔

پاکستان میں ایک بدبخت ٹولہ ایسا ہے جو نبوت کے ڈاکو کو نبی مانتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جس کو یہ راندۂ

درگاہ ٹولہ نبی مانتا ہے‘ وہ تو شریف آدمی کہلوانے کا بھی مستحق نہیں کجا کہ اس کو ربِّ عظیم کا فرستادہ تسلیم کیا جائے۔اس ٹولہ کو غیر مسلم قرار دلوانے اور پھر اس کی زبانِ بد سے نبی آخر الزمان ﷺ اور دیگر انبیاء کو بچانے کی خاطر توہین رسالت کا قانون نافذ کروایا گیا۔اس مقصد کی خاطر ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں مگر بدقسمتی سے پاکستان میں اعلیٰ عہدوں پر فائز یہ ٹولہ پاکستان کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے اور اپنی ان سازشوں میں اس کو امریکہ اور دیگر اسلام دشمنوں کی حمایت حاصل رہی ہے۔انہی کی شہ پر امریکہ توہین رسالت قانون کے سلسلہ میں پاکستان کو تنقید کا نشانہ بناتا رہتا ہے۔ ایک عرصہ سے امریکی حکومت توہین رسالت قوانین ختم کروانے کے لیے کوشاں ہے۔جنرل پرویز مشرف امریکی دباؤ پر اس سے قبل بھی توہین رسالت قوانین پر طبع آزمائی کر چکے ہیں‘ جس کے جواب میں پورے ملک میں اک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا اور انہیں اپنا اعلان واپس لینا پڑا تھا۔اب نامعلوم وہ پھر ملک کو اس بحران میں کیوں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور قوم یہ بھی سمجھنے سے قاصر ہے کہ توہین رسالت کے مجرموں سے اتنی ہمدردی کی آخر کیا وجہ ہے؟ ایک سے بڑھ کر ایک خدشہ ہے جو قوم کے ذہنوں میں گھر کرتا چلا جا رہا ہے۔

پاکستان کے ایوان اقتدار میں بیٹھے لوگوں کے حوالہ سے قوم کا ذہن خدشات کا شکار ہے اور قوم اس تشویش میں مبتلا ہے کہ تعلیمی نصاب میں سے جہاد کے متعلق قرآنی آیات کا اخراج اور دینی مدارس پر کریک ڈاؤن کے بعد آخر کیا وجہ ہے کہ توہین رسالت قانون کو تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے؟ قوم تشویش کا شکار ہے کہ آخر جنرل پرویز مشرف کی حکومت کا مقصد کیا ہے اور وہ کن کی خواہشات کی تکمیل کی خاطر مسلمانوں کے جذبات سے کھیل رہی ہے۔حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جی ایچ کیو کی توہین پر ملک کے نامور سیاستدان کو ۲۳ برس قید کی سزا سنادی گئی ہے۔آرمی چیف کو برطرف کرنے کا اختیار استعمال کرنے والے حکمران کا پورا خاندان ملک بدر کر دیا گیا ہے اور نبی ﷺ کی عزت اتنی لاوارث ہے کہ اس پر سزا نا روا معلوم ہوتی ہے۔وفاقی حکومت،قومی اسمبلی اور سینٹ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ قوم اپنے بچے قتل کرواسکتی ہے مگر توہین رسالت کے معاملہ میں کوئی سودے بازی قبول نہیں کرسکتی۔قوم یہ دلیل مسترد کرتی ہے کہ توہین رسالت قانون اور حدود قانون کا غلط استعمال روکنے کی خاطر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

غلط استعمال‘ حکمرانوں کی نالائقی اور نا اہلی کے باعث ہوتا ہے اور غلط استعمال کو قانون کے خاتمہ کا جواز مان لیا جائے تو پھر تعزیراتِ پاکستان پوری کی پوری کیوں نہ ختم کر دی جائیں۔پھر پولیس کا محکمہ کیوں نہ ختم کر دیا جائے کہ ہر تھانے میں ہر روز تعزیراتِ پاکستان کا مذاق اڑایا جاتا ہے‘ بے گناہ ۳۰۲ میں پھانسیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور بیسیوں قتل کے مقدمات کے مجرم کو گورنر بنا دیا جاتا ہے۔ یہ قانون کا غلط استعمال نہیں؟ اگر قانون ختم کر کے ہی اس کا غلط استعمال روکا جاسکتا ہے تو پھر توہین رسالت قانون پر ہی نظر کرم کیوں؟ بسم اللہ کریں اے ٹو زیڈ تعزیرات پاکستان ختم کر کے رکھ

دیں۔توہین رسالت کا یہ قانون ملک کو انارکی سے بچانے کا ذریعہ ہے۔اگر کوئی بد بخت ایسا کرے تو اس کے ساتھ قانون کے مطابق نمٹا جائے بصورت دیگر غیرت مند مسلمان کسی توہین کرنے والے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اور پھر اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ شر پسند اس خلا کو استعمال نہیں کرسکیں گے۔اس لئے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ توہین رسالت قانون سے کسی بھی قسم کی چھیڑ چھاڑ ملک وقوم کے لیے نقصان کا باعث بنے گی۔ جنرل پرویز مشرف کو چاہیے کہ وہ فوری طور پر اپنے مؤقف کی وضاحت کریں۔

قوموں کی زندگی میں معاشرتی سکون اور معاشرتی اقدار کا تحفظ سب سے اوّلین ضرورت ہوتی ہے۔بے حیائی‘ بے غیرتی اور بے حمیتی کسی بھی قوم کی جڑوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔زنا کاری‘ بدمعاشی اور بدکاری کے خاتمہ کی خاطر حدود قوانین کا نفاذ کیا گیا ہے۔ یہ قوانین عورت کی عصمت وعفت کے تحفظ کی علامت ہیں۔لیکن حیرت ہے کہ پاکستان میں ایک گروہ اباحیت اور بدکاری کا دلدادہ ہے اور دیدہ ودانستہ اپنی کارگزاریوں کے تحفظ کے لیے حدود قانون کے خاتمہ کا مطالبہ کرتا ہے۔حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے گروہ کا محاسبہ کرے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے حکمران اس گروہ کے دباؤ میں آکر یہ قوانین ختم کرنے اور ان میں ترمیم پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ ایک اقلیتی ٹولہ اور ان کی سرپرست مغربی قوتوں کے دباؤ میں آکر اکثریت کے جذبات سے نہ کھیلیں ورنہ ملک کو بحران کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

بقیہ از صفحہ ۵۵

اقبال اور حیدرآباد جیسی کتابوں پر سخت تنقید کی ہے اورنہیں غیر معتبر قرار دیا ہے۔شورش کے ہفتہ وار’’چٹان‘‘،لاہور میں اقبال پر ان کے مضامین ،یوم اقبال کے خطبات ،اقبال اور قادیانیت ،تقریبات اقبال ،منظومات بیاد اقبال کے عنوان سے’’اقبالیاتِ شورش‘‘ کو یکجا کردیا گیا ہے۔جو اقبالیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بہت مفید اور کارآمد اور اقبال کو اسلامی پس منظر میں سمجھنے میں بہت معاون ثابت ہوگی۔

بحیثیت مجموعی یہ کتاب ہندو پاک میں بڑی اہمیت رکھتی ہے اور فکر اقبال کو اس کے اصلی وحقیقی رنگ میں پیش کرنے اور اس کے ساتھ فکر اقبال سے انحراف کرنے والی اور اس کی غلط تاویل اور تعبیر کرنے والی تحریروں کی نشاندہی میں بھی بڑی حد تک کامیاب ہے۔

(مطبوعہ:’’الفرقان‘‘لکھنؤ۔جون۲۰۰۴ء)